REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT. NO. R.N. 61/57

## اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ر ظہور (اگست) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں چند روز قبل ربوہ سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی تھی کہ حضور کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب کرام اپنے محبوب امام کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۰ر ظہور (اگست) حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ مع جملہ درویشان کرام خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۰ر ظہور (اگست) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حیدر آباد کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی بیگم محترمہ وہاں زیر علاج ہیں۔ موصوفہ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

⁂

۲۴ر شعبان ۱۳۹۵ ہجری | ۱۴ر ظہور ۱۳۵۴ ہش | ۱۴ر اگست ۱۹۷۵ء

# ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک قسم کے خوارق اور معجزات حاصل تھے

## ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک قسم کے خوارق اور معجزات حاصل تھے۔ ہم آپؐ کی شان کیا بیان کریں جس طرف دیکھو بے شمار معجزات ملیں گے۔ ہر سہ اقسام بالا کے معجزات کا آپؐ مجموعہ تھے۔ ظاہری خوارق مثلاً شق القمر وغیرہ دیگر معجزات جن کی تعداد تین ہزار سے بھی زائد ہے۔ معارف اور حقائق کے معجزات سے تو سارا قرآن شریف لبریز ہے، جو ہر وقت تازہ اور نئے ہیں۔ اور بلحاظ اخلاقی معجزات کے خود آپؐ کا وجود مقدس اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ ۲۹) کا مصداق ہے۔ قرآن کریم اپنے اعجاز کے ثبوت میں اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (پ ۱) کہتا ہے۔ یہ معجزات روحانی ہیں۔ جس طرح وحدانیت کے دلائل دیئے ہیں۔ اسی طرح پر اس کی حکمت، فصاحت، بلاغت کی مثل لانے پر بھی انسان قادر نہیں دوسرے مقام پر فرمایا۔ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ۔ (پ ۱۵)

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷۸)

## جلسہ سالانہ قادیان

۱۹ر فتح
۲۰ر دسمبر
۲۱ر دسمبر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ ۱۹۔۲۰۔۲۱ر دسمبر (فتح) ۱۳۵۴ ہش منعقد ہوگا جملہ جماعتہائے احمدیہ اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب جماعت کو جلسہ ہٰذا کی تاریخ سے مطلع کیا جائے تا احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

المعلن: ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس ہیر و گارڈن روڈ جالندھر شہر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ ظہور ۱۳۵۴ ہش.

# ۲۹ ویں منزل!

تقسیم وطن کا فیصلہ ہوا۔ اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو جب ریڈیو پر آزادی کا اعلان ہو چکا تو کروڑوں ہندوستانیوں کے قلوب کا عجیب عالم تھا۔ ایک طرف آزادی کی نوید پر مسرت نے یہ مژدہ سنایا تھا کہ تاج برطانیہ اُچھالا جا چکا ہے۔ صدیوں تک محکومی کی ذلتیں برداشت کرنے والو! اُٹھو اور عروس آزادی سے ہمکنار ہو جاؤ۔ اور دوسری طرف اپنے ملک کے وسائل کی کمی دلوں میں ٹیس پیدا کر رہی تھی کہ اتنا عظیم اور وسیع ملک جسے فرنگیوں نے بالکل نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔ کس طرح آزادی کی نعمتوں سے متمتع ہو سکے گا؟

تاہم بے سروسامانی نے دور افق پر طلوع ہوتی ہوئی آزادی کا خیر مقدم کیا۔ سرخوشیاں تھیں کہ روح و جسم میں سرایت کرتی جاتی تھیں۔ امنگیں تھیں کہ خوش آئند مستقبل کے تصور میں جھوم رہی تھیں۔ امیدیں تھیں کہ آزادی کے تصور سے شادماں و فرحاں تھیں۔ انگڑائیوں کے ساتھ ہی بکھرتے ہوئے، لٹے اور کھسوٹے ہوئے ملک کی تہی دامنی اور اندیشیوں کی دامنگیر تھی۔ کچھ بھی ہو مجموعی طور پر آزادی کا اہتزاز بخش تصور باقی تمام تخیلات پر حاوی اور غالب تھا۔

پھر ہم آزادی کی فضا میں اپنا مستقبل سنوارنے کیلئے آگے بڑھے۔ ایک دھیمی رفتار کے ساتھ۔ یوں جیسے ٹرین روانگی کے وقت دھیمے دھیمے آگے سرکتی ہے بے شمار مشکلات نے ہمارے رستے روکے۔ ان گنت حالات نے ہمیں اپنی منزل کی دوری کا احساس دلایا۔ اور بہت سے لمحات کو اسباب کے فقدان نے ہمارے لئے پاؤں کی زنجیر میں تبدیل کرنا چاہا۔ مگر آزادی کا شوق بے پایاں ہمیں ان مشکلات کے عبور کرنے کے لئے قوت عطا کرتا رہا اتنی قوت کہ ہم ان مشکلات کو نہ صرف یہ کہ خاطر میں نہ لائے بلکہ ان کا منہ چڑھاتے رہے۔ دو سال، چار سال۔ دس سال پندرہ سال۔ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ منزل مقصود کے نشانات چشم تصور میں نمایاں ہوتے چلے گئے۔ رفتار میں تیزی آتی چلی گئی۔ امیدیں یقین میں بدلتی چلی گئیں۔ اور ہمارا ملک دنیا کے نقشے پر جلی حروف میں لکھا جانے لگا۔ اور ہم نے یہ بہجت انگیز نظارہ دیکھا کہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں نے ہماری طرف دست تعاون بڑھایا۔ کچھ اپنے وسائل جمع ہو چکے تھے۔ کچھ ترقیاتی اسکیموں کے لئے ترقی یافتہ ممالک نے امداد دی۔

ہم نے ان امدادوں کا جائزہ لیا۔ ان امدادوں کے کچھ سکّوں کی جھنکار پر خلوص تھی۔ جیسے فی الواقع ہمارے مستقبل کی بہتری اور مضبوطی مقصود تھی۔ لیکن کچھ سکّے ایسے بھی تھے جن کی نظر فریب چمک ہمیں چندھیا دینے کے لئے تو کافی تھی۔ لیکن انہیں سحر افرنگ کی چاشنی دی گئی تھی۔ اور امداد کے پردے میں بہت سی خود غرضیاں جھانک رہی تھیں۔ اس لئے ہم نے احتیاط کی باریک چھلنی میں ان امدادوں کو چھانا اور اپنے عظیم سیاسی راہنماؤں کی قیادت میں صحیح فیصلوں کی کوشش کی قدرت نے یاوری کی۔ اور آہستہ آہستہ ۱۹۷۴ء تک لشار رہنے والا بھارت اپنے عظیم منصوبوں کے بل پر اس سطح پر آن پہنچا کہ دنیا اسے عظیم بھارت کے نام سے یاد کرنے لگی۔ اور سب سے بڑا انقلاب یہ آیا کہ وہ ترقی یافتہ ممالک جن کی دوستی اور رفاقت پر کبھی بھارت کو فخر ہوا کرتا تھا وہ خود بھارت کی دوستی پر فخر کرنے لگے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب دنیا کے پانچ ترقی یافتہ بڑے ممالک کے ساتھ بھارت کا نام لیا جانے لگا۔

۲۸ سالہ ترقیاتی دور کے پُر مسرت لمحات سے بھر پور عظیم منصوبوں کے نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ دور غلامی کے تمام زخم نہ صرف بھر چکے ہیں بلکہ ان کے نشانات بھی مٹ چلے ہیں۔ آزادی کی دیوی سے ہمکنار ہونے کے بعد ماضی کی تمام تلخیاں ختم ہو چکی ہیں۔ اور [illegible] پر وہ مستقبل سے جھانک کر ہمیں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ

بھارت واسیو! تم نے ایک دولے اور عمل کے ساتھ ۲۸ سال بے مثال محنت کر کے اس عظیم ملک کو ترقیات کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ لیکن ترقیات کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے ابھی تمہیں اس یقین کے ساتھ مزید محنت کرنی ہے کہ تم اپنے ملک کی دسعتوں اور اپنی تعداد کی کثرت کے ساتھ دنیا کی تمام قوموں سے آگے نکل سکتے ہو۔ اور مقلد کی بجائے قابل تقلید بن سکتے ہو۔ محنت شرط ہے تم محنت کرو گے تو منزل مقصود خود چل کر تمہارے پاس آ جائے گی۔

اور اسی عزم کے ساتھ ہم ۲۹ ویں منزل میں قدم رکھ رہے ہیں۔

(ع۔ ا۔ گ)

---

## صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے سلسلہ میں

### نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا پانچ نکاتی پروگرام

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک یعنی ۱۸۰ سے کچھ زائد مہینوں تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھیں جس کے لئے ہر محلہ، قصبہ یا شہر میں مہینہ کے آخری حصہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات مرتبہ روزانہ سورۃ فاتحہ کی دعا پڑھی جائے اور اس پر غور و فکر کیا جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید۔ درود شریف اور استغفار ۳۳-۳۳ بار روزانہ پڑھے جائیں۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں۔

۱۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

تسبیح و تحمید:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
درود شریف:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
استغفار:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

---

## اخبار قادیان

○ عزیزم بدر الدین صاحب مہتاب کارکن دفتر منیجر بدر اپنی شادی کے سلسلہ میں یو پی گئے تھے۔ آج ۱۰ اگست کو اپنی بیوی کو لے کر قادیان بخیریت پہنچ گئے اللہ تعالیٰ یہ شادی ان کو مبارک کرے۔

○ مکرم قریشی سعید احمد صاحب درویش تا حال لدھیانہ کے C.M.C ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اور کافی حد تک صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اب عنقریب واپس قادیان آنے والے ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

○ مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش کی بچی تا حال بیمار ہے احباب صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں

○ اہلیہ صاحبہ مکرم فتح محمد صاحب گجراتی درویش اور اہلیہ صاحبہ مکرم مرزا محمد زمان صاحب درویش بیمار ہیں۔ ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے دوست دعا فرمائیں۔

○ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ چند دنوں سے بوجہ بخار بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی دوست دعا فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

# الٰہی جماعتوں کیلئے مصائب اور ابتلاؤں کا آنا نہایت ضروری ہوتا ہے

## ابتلا بیداری پیدا کرتے اور ترقی کا موجب بنتے ہیں

## روحانی ترقی کا اصل مقام یہ ہے کہ انسان دنیا میں پڑنے کے باوجود دین کی روح کو قائم رکھے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۴۹ء بمقام کوئٹہ

تشہد و تعوذ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علوم اور اس کی دی ہوئی خبروں سے مجھے معلوم ہوتا ہے جماعت کے لئے اب

### ایک ہی وقت میں دو قسم کے زمانے

آ رہے ہیں۔ اور الٰہی جماعتوں کے لئے ہمیشہ ہی یہ دونوں زمانے متوازی آیا کرتے ہیں۔ یعنی ایک ہی وقت میں ترقی اور ایک ہی وقت میں ابتلاؤں کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ آخری زمانہ نہیں آ جاتا جس میں تمام تکالیف ختم ہو جاتی ہیں۔ اور صرف ترقیات ہی ترقیات باقی رہ جاتی ہیں۔ لیکن الٰہی سنت سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب بیرونی مصائب کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اندرونی مصائب شروع ہو جاتے ہیں

### صحابہؓ اس نکتہ کو خوب سمجھتے تھے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے عرب پر مسلمانوں کو فتح دے دی تو اس کے بعد وہ خاموش ہو کر نہیں بیٹھ گئے۔ بلکہ صحابہؓ نے اپنے لئے ایک اور مصیبت سہیڑ لی یعنی ایک ہی وقت میں انہوں نے قیصر اور کسریٰ دو زبردست بادشاہوں سے جو اس زمانہ میں سب سے زیادہ طاقت رکھتے تھے لڑائی شروع کر دی لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید دنیا کے لالچ یا دنیا کی بڑائی کی خواہش میں صحابہؓ نے ایسا کیا۔ لیکن واقعات اس کی تردید کرتے ہیں دنیا کی بڑائی اور دنیا میں ترقی کی خواہش کوئی نہ کوئی علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے مثلاً جب دنیوی بڑائی کسی کو مل جاتی ہے تو اس سے وہ ذاتی طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ناجائز دباؤ لوگوں پر ڈالتا ہے۔ ناجائز رعب ڈالتا ہے۔ ناجائز حکومتیں کرتا ہے۔ ناجائز طور پر اموال پر قبضہ کر لیتا ہے۔ ناجائز طور پر جائیدادیں بناتا ہے۔ یا ان جائیدادوں کو اپنے دوستوں میں تقسیم کرتا ہے۔

### یہ علامتیں ہوتی ہیں

جن سے پہچانا جا سکتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی لالچ یا دنیا کی بڑائی کی خواہش موجود ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص دنیوی فتوحات کے بعد ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ نہ قوم کے اموال اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے نہ لوگوں پر ناجائز حکومت کرتا ہے۔ نہ ان پر دبدبہ اور رعب جتاتا ہے۔ نہ اپنی شان دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ دنیوی اغراض کے ماتحت اپنی بڑائی چاہتا تھا صحابہؓ کو

### جو فتوحات

حاصل ہوئیں ان سے انہوں نے ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ نے مفتوحہ علاقوں میں سے کچھ نہیں لیا۔ مفتوحہ جائیدادوں میں سے کچھ نہیں لیا۔ مفتوحہ اموال میں سے کچھ نہیں لیا سوائے اس کے کہ انہوں نے

### اپنی قلیل ترین ضروریات

کو پورا کرنے کے لئے تھوڑا سا مال لے لیا مگر وہ بھی اتنا قلیل کہ اس زمانہ کے عام لوگوں سے بھی کم تھا اس بات کو دیکھتے ہوئے ہم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں اور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں صحابہ کا کسی ملک پر حملہ کرنا ان لوگوں کی ذاتی خواہش کے ماتحت نہیں تھا۔

### دوسری بات

جو عام طور پر پیش کی جاتی ہے اور ایک حد تک صحیح بھی ہے وہ یہ ہے کہ دشمن نے حملے میں پہل کی اور وہ اپنے ملک کے دفاع کے لئے لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ بات ایک حد تک درست ہے۔ بلکہ بڑی حد تک درست ہے۔ قیصر نے بھی حملہ میں ابتداء کی اور کسریٰ نے بھی حملہ میں ابتداء کی اور مسلمان ان کے مقابلہ کے لئے مجبور ہو گئے مگر یہ دلیل اس بات کے ثابت کرنے کے لئے تو کافی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ظالم نہیں تھے۔ یہ لوگ دشمن کو تباہ کرنے کی خواہش نہیں رکھتے تھے دشمن نے حملہ کیا اور وہ اس کے دفاع کیلئے مجبور ہو گئے۔ مگر یہ دلیل اس سوال کے جواب کے لئے کافی نہیں کہ انہوں نے بعد میں بھی لڑائی کیوں جاری رکھی لڑائی کرنے کا الزام تو اس سے دور ہو جاتا ہے مگر لڑائی جاری رکھنے کی ضرورت اس سے ثابت نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے یہ تو کہا ہے کہ ظالم کا ہاتھ روکو مگر قرآن کریم نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم صبر کرو اور دشمن کو معاف کر دینا بہتر سمجھو تو اسے معاف کر دو۔ اس نے یہ تو نہیں کہا کہ تھپڑ مارنے والے کے منہ پر ضرور تھپڑ مارو بلکہ اس نے یہ کہا ہے کہ اگر تم تھپڑ مارو تو تم مجرم نہیں ہو گے۔ اس نے یہ تو کہا ہے کہ تمہیں ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرنے کی اجازت ہے۔ مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ ضرور مقابلہ کرو یہ صرف ایک اجازت ہے۔

### جس کے معنے یہ ہیں

کہ اگر تم مقابلہ کرو گے تو ہم یہ نہیں سمجھیں گے کہ تم مجرم ہو۔ بلکہ ہم یہ سمجھیں گے کہ تم نے ہماری اجازت سے ایک فائدہ اٹھا لیا اسلام یہ کہیں بھی حکم نہیں دیتا کہ ہر حالت میں دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اس سے لڑائی جاری رکھی جائے۔ چنانچہ یزید جب بادشاہ ہوا تو حضرت امام حسینؓ اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن اور کئی صحابہؓ جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے۔ انہوں نے یزید کا مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ چپ کر کے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ یزید کو ظالم نہیں سمجھتے تھے۔ وہ یقیناً اسے ظالم سمجھتے تھے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب معاویہؓ کی عمر بڑی ہوئی تو وہ ایک دفعہ مسجد نبوی میں آئے یزید ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے لوگوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا خاندان ایسا ہے جس کی سرداری کو عرب لوگوں نے ہمیشہ قبول کیا ہے۔ اور اسلام میں بھی ہمارے خاندان کو

### اللہ تعالیٰ نے بڑا رتبہ دیا ہے

ہم نے اسلام کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ اور ہمیشہ اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ لیکن اب میں ایسی عمر کو پہنچ چکا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اب میں زیادہ دیر تک دنیا میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ میں آپ لوگوں کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگ ناپسند نہ کریں تو میرے بعد یزید خلیفہ ہو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اس وقت اپنی ٹانگوں کے گرد پٹکا باندھے بیٹھا تھا۔ جب اس نے یہ کہا تو میں نے اپنا پٹکا کھولا۔ اور ارادہ کیا کہ کھڑے ہو کر معاویہ سے کہوں کہ اس بادشاہت کا یزید سے زیادہ وہ مستحق ہے۔ جس کا باپ اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش جنگ کر رہا تھا۔ جب تیرا باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کر رہا تھا۔ اور اس کا

## زیادہ مستحق وہ شخص ہے

جو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر دشمن سے لڑائی کر رہا تھا بجائے اس کے جو دشمن کی صفوں میں شامل ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کر رہا تھا۔ مگر پھر میں نے کہا اس دنیوی بادشاہت میں کیا رکھا ہے حضرت معاویہؓ کے زمانہ سے اسلامی خلافت کا سلسلہ نہیں رہا تھا۔ بلکہ دنیوی بادشاہت مسلمانوں میں آ گئی تھی) یہ ایک دنیا سے تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ اس لئے بیتے مسلمانوں میں

## تفرقہ اور انشقاق

کیوں پیدا کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ ارادہ بتاتا ہے کہ وہ یزید کی بادشاہت کو نادرست سمجھتے اور اسے دوگوں پر ایک قسم کا ظلم قرار دیتے تھے۔ لیکن ان کا مقابلہ ترک کر دینا بتاتا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام نے صرف مقابلہ کا ہی حکم نہیں دیا۔ بلکہ بعض مصلحتوں کے ماتحت ظلم کو برداشت کرنے کی بھی ہدایت دی ہے۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت ہے کہ اگر تمہیں کوئی شخص تھپڑ مارے تو تم بھی اسے تھپڑ مارو وہاں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم مقابلہ کرنا

## مصلحت کے خلاف

سمجھو تو تم چپ رہو اور تھپڑ کا تھپڑ سے جواب مت دو۔ پس وہ دلیل جو عام طور پر ان جنگوں کے متعلق پیش کی جاتی ہے اس سے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پر دشمن کے اعتراض کا دفاع تو ہو جاتا ہے یہ تو پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ظلم نہیں کیا۔ بلکہ قیصر نے ظلم کیا۔ حضرت عمرؓ نے ظلم نہیں کیا بلکہ کسریٰ نے ظلم کیا۔ حضرت عثمانؓ نے ظلم نہیں کیا۔ بلکہ افغانستان اور بخارا کی سرحد پر رہنے والے قبائل اور کردوں وغیرہ نے ظلم کیا۔ لیکن اس امر کی دلیل نہیں ملتی کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو معاف کیوں نہ کر دیا؟ حضرت عمرؓ نے ان کو معاف کیوں نہ کر دیا؟ حضرت عثمانؓ نے ان کو معاف کیوں نہ کر دیا۔ جب وہ

## مقابلہ کیلئے

نکلے تھے تو وہ قیصر سے کہہ سکتے تھے کہ تمہاری سپاہ سے فلاں غلطی ہو گئی ہے اگر اس کے متعلق تمہاری حکومت ہم سے معافی طلب کرے تو ہم معاف کر دیں گے۔ اور اگر معافی طلب نہ کرے تو ہم لڑائی کریں گے۔ انہوں نے قیصر کے سامنے یہ پیشکش نہیں کی کہ تم سے یا تمہاری فوج کے ایک حصہ سے فلاں موقعہ پر ظلم ہوا ہے اور چونکہ

## ہماری تعلیم یہ بھی ہے

کہ دشمن کو معاف کرو اس لئے اگر تم معافی مانگو تو ہم معاف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ جب اس نے ظلم کیا وہ فوراً اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر اس مقابلہ کو جاری رکھا۔ جب کسریٰ کے سپاہیوں نے عراقی سرحد پر حملہ کیا تو سیاسی طور پر اس سے بے شک مسلمانوں اور کسریٰ کے درمیان جنگ بالکل جائز ہو گئی۔ لیکن اخلاقی طور پر حضرت عمرؓ کسریٰ کو یہ کہہ سکتے تھے کہ شاید تم نے اس حملہ کا حکم نہ دیا ہو۔ بلکہ سپاہیوں نے خود بخود حملہ کر دیا ہو۔ اس لئے ہم اس حملہ کو نظر انداز کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہم سے معافی مانگو اور اس فعل پر

## ندامت کا اظہار

کرو۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ میں دشمنوں کو یہ نہیں کہا کہ تم نے ظلم تو کیا ہے لیکن چونکہ ہمارا مذہب ظالم کی معافی کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ بلکہ وہ فوراً اس ظلم کا مقابلہ کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے، لشکر بھیجے اور لڑائی کی اور پھر اس لڑائی کو جاری رکھا۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی؟ اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں تھی کہ حضرت ابوبکرؓ جانتے تھے کہ جب بھی بیرونی خطرہ کم ہوا

## اندرونی فسادات

شروع ہو جائیں گے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قیصر نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے۔ تا مسلمان اس مصیبت کے ذریعہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ اور اپنے اندر نئی زندگی اور نیا تغیر پیدا کریں۔ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ کسریٰ نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے۔ تاکہ مسلمان غافل و سست ہو کر دنیا میں منہمک نہ ہو جائیں بلکہ ہر وقت بیدار اور ہوشیار رہیں۔ حضرت عثمانؓ جانتے تھے کہ بعض قبائل نے مسلمانوں پر حملہ نہیں کیا بلکہ خدا نے حملہ کیا ہے۔ تاکہ مسلمان بیدار ہوں۔ اور ان کے اندر ایک نئی روح اور نئی زندگی پیدا ہو۔

غرض

## مصائب خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں

اور اس لئے آتے ہیں کہ تاکہ قومیں اپنی روحانیت کو قائم رکھ سکیں اور آرام کے سامانوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ کلی طور پر دنیا کی طرف مائل نہ ہو جائیں یہ مقام کہ انسان دنیا میں پڑنے کے باوجود دین کی روح کو قائم رکھے یہ ممکن ہے بلکہ اسے

## روحانی ترقی کی منزل مقصود

قرار دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں:۔
"دست در کار دل با یار"

ہاتھ کام کے اندر ہونا چاہئے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت موجزن ہونی چاہئیے۔ یہ مقصود ہے جو صوفیاء نے انسان کا قرار دیا ہے۔ اور اصل مقام روحانی ترقی کا یہی ہوتا ہے۔ مگر انفرادی طور پر تو اس مقام کو حاصل کرنے والے کئی لوگ پائے جاتے ہیں۔ لیکن قومی طور پر اس پر پہنچنا بڑا مشکل ہوتا ہے بلکہ

## حقیقت یہ ہے۔

کہ ہمیں آج تک کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں ملتی جو اس مقام پر پہنچی ہو۔ افراد ملیں گے۔ اور لاکھوں کروڑوں ملیں گے۔ بلکہ اس زمانہ میں بھی جبکہ مسلمان بادشاہتیں ظلم کر رہی تھیں لوٹ مار کر رہی تھیں اور اپنے غلبہ اور کامیابی کے نشہ میں چور ہو کر ان طرح لوگوں پر ظالمانہ حملے کر رہی تھیں۔ جس طرح وحشی قبائل حملے کرتے ہیں مسلمانوں میں ایسے افراد موجود تھے جو دنیا میں رہتے ہوئے اور تمام دنیوی کاموں میں حصہ لیتے ہوئے

## اللہ تعالیٰ کی یاد

کرتے اور اپنی روحانیت کو زندہ رکھتے تھے۔ انہوں نے عیسائیوں کی طرح دنیا چھوڑ نہیں دی بلکہ دنیا میں ہی رہتے۔ وہ شادیاں بھی کرتے تھے وہ بچے بھی پیدا کرتے تھے۔ وہ جائیدادیں بھی بناتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ اللہ تعالیٰ سے بھی کامل تعلق رکھتے تھے۔ لیکن یہ مثالیں صرف افراد میں ہی پائی جاتی ہیں۔ قوموں میں نہیں۔ فرد ہمیشہ ایسے نظر آتے رہیں گے جو بڑی سے بڑی دولتوں کے مالک ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتے

## حضرت

## عبدالرحمٰن بن عوفؓ

جب فوت ہوئے تو اڑھائی کروڑ روپیہ ان کے گھر سے نکلا اس زمانہ کے لحاظ سے اڑھائی کروڑ کے معنے کم سے کم اڑھائی ارب روپیہ کے ہیں۔ اس زمانہ میں روپیہ کی قیمت بہت گر گئی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اس زمانہ کے روپیہ کی قیمت کا صحیح اندازہ لگائیں۔ تو اڑھائی کروڑ کے معنے دس ارب کے ہیں۔ لیکن اگر ہم کم سے کم سو گنا فرق رکھ جائے تو اڑھائی ارب روپیہ بنتا ہے۔ اس زمانہ میں ہی جنگ سے پہلے روپیہ کی جو قیمت تھی آج اس سے چار گنا کم ہے یعنی ایک روپیہ آج صرف چونی کا ہے۔ اور تیرہ سو سال کے زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے تو یہ فرق کم از کم سو گنا ہو جاتا ہے۔ پس اڑھائی کروڑ کے معنے آجکل کے لحاظ سے اڑھائی ارب کے ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی اڑھائی ارب روپیہ رکھنے والے ساری دنیا میں صرف دس پندرہ ہوں گے۔ اور وہ بھی امریکہ فرانس اور جرمنی میں۔ پس یہ استثنائی دولت ہے جو شاذ و نادر کے طور پر بعض لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر اتنی دولت رکھنے کے باوجود

## تاریخ سے ثابت ہے

کہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور وہ اپنا اکثر مال مسلمانوں کی ترقی کے لئے خرچ کر دیا کرتے تھے اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو خود نہیں کماتی تھیں۔ مگر صحابہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اکثر ہدایا پیش کرتے رہتے تھے۔ لیکن ان کی زندگی بھی دنیا داروں والی زندگی نہیں تھی۔ بلکہ وہ اپنا اکثر روپیہ غرباء اور مساکین میں خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے بھانجے نے جس نے اس کے مال کا وارث ہونا تھا۔ ایک دفعہ یہ دیکھتے ہوئے کہہ دیا کہ حضرت عائشہؓ تو اپنا سارا مال لٹا دیتی ہیں یہ خبر جب

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کو پہنچی تو آپؓ نے اپنے گھر میں اس کا آنا جانا بند کر دیا اور قسم کھائی کہ اگر میں نے اسے اپنے گھر آنے کی اجازت دی تو میں اس کا کفارہ ادا کروں گی۔ کچھ عرصہ کے بعد صحابہؓ نے آپس میں صلح کرا دی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کو معاف کر دیا۔ مگر کہا کہ میں نے چونکہ عہد کیا تھا کہ اگر میں اس سے کلام کروں تو

تو کفارہ ادا کروں گی۔ اس بلئے میں اس کا کفارہ یہ قرار دیتی ہوں کہ آئندہ میرے پاس جو دولت بھی آئے گی۔ وہ میں غرباء میں تقسیم کر دیا کروں گی مگر روپیہ کمانا یا روپیہ کا کسی شخص کے پاس موجود ہونا منع ہوتا تو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہہ سکتی تھیں کہ میرے پاس جتنا بھی روپیہ آیا یا جتنی بھی دولت آئی وہ میں سب کی سب غرباء میں تقسیم کر دیا کروں گی۔ کیا تم نے کبھی ایسا کیا ہے کہ تمہیں کوئی دوست شراب تحفتہً دے تو تم اسے قبول کر لو اور پھر اپنے کسی اور دوست یا غریب کو دے دو۔ یا کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ تم سؤر کا گوشت قبول کر لو۔ روپیہ قبول کرنے کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے لئے روپیہ لینا جائز ہے اور کسی دوسرے کو واپس کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے ایک جائز چیز لینے کے بعد اُس کے خرچ کا ایک اور محل سوچ لیا ہے پس حضرت عائشہؓ کے ہدایا قبول کرنے کے

## معنے ہی یہ تھے

کہ وہ اسکو جائز سمجھتی تھیں مگر پھر دوسروں کو دے دینے کے یہ معنے تھے کہ میں اپنے سے زیادہ فلاں فلاں افراد کو مستحق سمجھتی ہوں۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان ہدایا کو رد فرما دیتیں تو چونکہ عام لوگ اُس معیار پر نہیں پہنچے ہوئے تھے جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچی ہوئی تھیں۔ اس لئے وہ اس وہم میں مبتلا ہو جاتے کہ حضرت عائشہؓ نے ہماری قدر نہیں کی۔ ہم بڑی محبت سے ان کے لئے کپڑا لائے تھے یا پھل لائے تھے یا روپیہ لائے تھے۔ اور انہوں نے قبول نہیں کیا شاید ہم سے کوئی قصور ہو گیا ہو۔ اور پھر وہ بار بار کہتے کہ ہمیں بھی بتایا جائے کہ ہم سے کیا خطا ہوئی ہے اور ہماری غلطی کو معاف کیا جائے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تب بھی بہر حال اُن لوگوں کو روپیہ نہ دیتے جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دینا چاہتی تھیں۔ اس وجہ سے حضرت عائشہؓ نے خیال فرمایا کہ مجھے ان سے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ان سے روپیہ لے لیتی ہوں

یا جو کچھ یہ نذرانہ پیش کرنے آئے ہیں وہ لے لیتی ہوں بعد میں میں غرباء کو دے دوں گی۔ اس طرح دونوں باتیں ہو جاتیں۔ صحابہؓ کا دل بھی خوش ہو جاتا اور غرباء کی بھی امداد ہو جاتی اسی قسم کا طریق بعض اور اولیاء بھی اپنی زندگی میں اختیار کرتے رہے ہیں۔ میں نے تو کسی کتاب میں یہ واقعہ نہیں پڑھا لیکن

## حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے

کہ ایک بزرگ بڑے آسودہ حال تھے اور وہ اپنے مال سے غرباء کا حق ہمیشہ نکالتے رہتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی یہ بھی عادت تھی کہ وہ روزانہ بازار میں چلے جاتے اور لوگوں سے بھیک مانگنی شروع کر دیتے اور شام کو بھیک مانگ کر جو کچھ جمع کیا ہوتا۔ وہ غریبوں میں تقسیم کر دیتے ایکدفعہ ان سے کسی دوست نے کہا کہ آپ نے یہ کیا ذلت کا طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ آپ اپنے روپیہ میں سے بیشک غریبوں کو دیجئے۔ لیکن بھیک مانگنا۔ دوکانوں پر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا اور سارا دن سائل بنکر لوگوں کے پیچھے پیچھے پھرتے رہنا یہ بہت ہی معیوب بات ہے انہوں نے کہا تم میرے فعل کی حکمت نہیں سمجھے۔ جو روپیہ خدا تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور پھر میں آگے تقسیم کر دیتا ہوں۔ اس کا ثواب بے شک مجھے ملے گا۔ اور اگر خدا تعالےٰ کا کوئی عذاب نازل ہونے والا ہوا تو میرا یہ فعل اس کے عذاب سے مجھے بچا لے گا۔ لیکن چونکہ یہ لوگ جو میرے اردگرد رہتے ہیں اپنے مالوں میں سے خدا تعالیٰ کا حق نہیں نکالتے۔ اس لئے اگر ان پر عذاب نازل ہوا تو ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ممکن ہے میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں اس لئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا ہوں یہ میرا لحاظ کر کے کچھ دے دیتے ہیں اور میں آگے دے دیتا ہوں۔ غرض افراد میں تو

## ایسی مثالیں ملتی ہیں

کہ بڑے بڑے مالدار ہونے کے باوجود وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بھولے

بلکہ اس کی محبت میں ترقی کرتے چلے گئے اور اخلاص اور روحانیت میں بڑھتے گئے۔ لیکن قوموں میں ایسی مثالیں نہیں ملتیں۔ قوم بحیثیت قوم جب تک مصیبت میں گھری رہتی ہے روحانی منازل بڑی سرعت سے طے کرتی رہتی ہے۔ لیکن جب مصائب میں سے نکل جاتی ہے تو اس کا قدم رُک جاتا ہے اور وہ تنزل میں گرنی شروع ہو جاتی ہے اس کے مقابلہ میں افراد میں چونکہ کامل اور غیر کامل دونوں وجود ہوتے ہیں کامل وجود ان حالات میں بھی اپنے مقام پر قائم رہتے ہیں لیکن غیر کامل گر جاتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ جانتے تھے کہ اگر میں نے جنگیں نہ کیں تو مسلمانوں کے اخلاق گر جائیں گے حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ اگر میں نے جنگیں نہ کیں تو مسلمانوں کے اخلاق گر جائیں گے۔

## حضرت عثمانؓ جانتے تھے

کہ اگر میں نے جنگیں نہ کیں تو مسلمانوں کے اخلاق گر جائیں گے اس لئے انہوں نے لڑائیوں کو جاری رکھا اور

## مصائب کا سلسلہ

قومی طور پر مسلمانوں پر جاری رہا۔ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو دیکھکر قیصر نے پھر دوبارہ حملہ کرنا چاہا مگر چونکہ اس وقت سُستی اور تنزل کا زمانہ شروع ہو چکا تھا مسلمانوں نے اس کا مقابلہ نہیں کیا اگر اس وقت حضرت معاویہؓ قیصر کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے جیسا کہ انہوں نے دھمکی بھی دی تھی کہ اگر تم نے حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو علیؓ کی طرف سے تمہارے مقابلہ میں نکلے گا وہ میں ہونگا یا اگر قیصر اس دھمکی کے باوجود حملہ کر دیتا اور حضرت معاویہؓ جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوتے تو حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی باہمی جنگیں بالکل ختم ہو جاتیں لیکن معاویہؓ کا دماغ وہ نہیں تھا جو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا

دماغ تھا۔ انہوں نے صرف پیغام دینا کافی سمجھا حالانکہ جب دشمن نے حملے کا ارادہ کر لیا تھا تو یہ لڑائی کے لئے ایک کافی وجہ تھی اگر معاویہؓ بھی قیصر کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور حضرت علیؓ بھی اس کے مقابلہ کے لئے اپنا لشکر بھجوا دیتے تو پھر دوبارہ تمام مسلمانوں میں جوش پیدا ہو جاتا۔ ان کے اندر

## ایک نئی بیداری

پیدا ہو جاتی اور وہ منافقت جو آرام کے زمانہ کی وجہ سے اُن میں پیدا ہو چکی تھی بالکل جاتی رہتی۔ تو مصائب کا زمانہ روحانی ترقی کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے اگر کسی وقت باہر سے مصائب نہ آئیں تو مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے اندرونی طور پر مصائب تلاش کرنے کی کوشش کرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کا امتحان ضرور لیتا ہے مگر جب بندہ خود اپنے آپ کو امتحانات میں ڈالے رکھے تو اللہ تعالےٰ کسی اور امتحان میں اسے نہیں ڈالتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا یا گرمیوں میں روزے رکھنا یہ بھی ایک ابتلا ہے اور انسان ان کاموں میں حصہ لینے سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔ لیکن جب کوئی انسان خوشی سے اپنے اوپر مختلف ابتلاء وارد کرے۔ گرمیوں میں روزے رکھنے پڑیں۔ تو وہ روزے رکھنے کے لئے تیار ہو جائے۔ سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑے۔ تو وضو کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

## حج کرنے کا موقع

نکل آئے تو گھر بار اور وطن چھوڑ کر حج کے لئے چلا جائے زکوٰۃ دینے کا وقت آئے تو اپنے مال کا مقررہ حصہ فوراً غرباء کے لئے نکال دے تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ میں نے اس کا امتحان تو لینا تھا مگر اب میں امتحان لیکر کیا کروں یہ تو اپنے آپ کو خود ہی امتحان میں ڈالے ہوئے ہے۔ لیکن جب وہ ان باتوں میں سستی کرتا ہے اور اپنے آپ کو

ابتلاؤں میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مختلف امتحانات میں ڈالا جاتا ہے۔ اس وقت اگر تو اس کے اندر صرف عملی سستی پائی جاتی ہو تو خدائی امتحان کے بعد اس میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ابتلاؤں سے بچنا اندرونی بگاڑ کی وجہ سے ہو اور ایمان کی خرابی اس کا باعث ہو تو ابتلا آنے پر وہ تباہ ہو جاتا ہے غرض قوموں کے لئے خصوصاً انبیاء کی جماعتوں کے لئے ابتلاؤں کا آنا نہایت ضروری ہوتا ہے

## یہ غلط خیال ہے

کہ ابتلاء صرف ابتدائی زمانہ میں آتے ہیں ترقی کے زمانہ میں ابتلاؤں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توأم بھائی ہیں۔ جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ابتدائی سے ابتدائی زمانہ میں بھی ابتلا آتے ہیں اور ترقی کے انتہائی زمانہ میں بھی ابتلا آتے ہیں۔ ابتداء سے انتہا تک ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب نبی ایک منفرد وجود ہوتا ہے اور اس پر صرف ایک یا دو آدمی ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی ابتلا آتے ہیں۔ اور انتہائی عروج کے وقت جب سلسلہ کو ترقی پر ترقی حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن بھی مصائب اور مشکلات میں سے گذرنا پڑا۔ اور آپؐ کو اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو مختلف قسم کے ابتلاء پیش آئے اور اس کے بعد جب ترقیات کا زمانہ آیا۔ اس وقت بھی ان

## ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہا

یہ نہیں ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کسی دن اس خیال کے ساتھ سوئے ہوں کہ اب تمام مشکلات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اور وہ تمام مسائل جو مسلمانوں کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ حل ہو چکے ہیں۔ نہ حضرت ابوبکرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا۔ نہ حضرت عمرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا۔ نہ حضرت عثمانؓ نے کبھی ایسا خیال کیا۔ اور نہ

ہماری جماعت کو کبھی ایسا خیال کرنا چاہیئے یہ چیزیں الٰہی سلسلوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں اور ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کے ابتلاؤں کو برداشت کریں اور اگر ابتلاء نہ آئیں تو خود ان کو تلاش کرنے اور اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کریں جیسے حضرت ابوبکرؓ نے قیصر پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ صلح کا راستہ بھی ان کے لئے کھلا تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے کیا کہ باوجود اس کے کہ کسریٰ کے ساتھ وہ صلح کر سکتے تھے انہوں نے صلح نہیں کی بلکہ کسریٰ کے ساتھ لڑائی کی اور پھر یہ لڑائی جاری رکھی۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر ابتلاء وارد نہ ہوں تو ہمیں خود اپنے لئے ابتلاء تلاش کرنے چاہئیں تاکہ جماعت کے اندر بیداری پیدا ہو اور وہ اپنے آپ کو بڑھانے اور ترقی دینے کی کوشش کرے۔ ابھی تو ہماری وہی مثال ہے کہ نگے آمدی وگے پیر شدی۔ ہمارا دنیا میں آنا اور کسی قدر تغیر پیدا کرنا بے شک ہماری نگاہ میں ایک بڑی چیز ہے لیکن دنیا کے لئے یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ عربی میں

## ایک مثل مشہور ہے

کسی بیل کے سر پر ایک مچھر جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد کہنے لگا بھائی بیل تم بھی حیوان ہو اور میں بھی حیوان ہوں مجھے بھی لوگ مارتے ہیں اور تم کو بھی مارتے ہیں اس لحاظ سے تمہیں میری ہمدردی کرنی چاہیئے۔ اور مجھے تمہاری ہمدردی کرنی چاہیئے۔ میں اس وقت اڑتے اڑتے تھک کر تمہارے سر پر تھوڑی دیر کے لئے آکر بیٹھ گیا ہوں اگر تمہیں میرے بیٹھنے سے بوجھ معلوم ہوتا ہو تو مجھے بتا دو تاکہ میں اڑ جاؤں اور تمہیں تکلیف نہ ہو۔ بیل نے جواب دیا۔ کہ بھائی مچھر مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں لگا کہ تم کب میرے سر پر آکر بیٹھے ہو۔ مجھے تمہارا بوجھ کیا محسوس ہونا ہے۔ یہی حال ہمارا ہے ہم بھی اپنی تنظیم اور اپنی قربانیوں اور اپنے منصوبوں کے کام کی وجہ سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے دنیا میں بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ لیکن دنیا اس کو کوئی کام نہیں سمجھتی بلکہ حقیقتاً یہ ہے کہ اس خیال کے پیدا ہونے میں ہمارے کام کا اتنا دخل نہیں ہوتا جتنا اللہ تعالیٰ کے الہامات اور اسکی پیشگوئیوں کا دخل ہوتا ہے ہم جب ایک طرف اللہ تعالیٰ کے الہامات کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف جماعت کی تنظیم اور اس کی قربانیوں اور اپنے مبلغین کے کام پر نگاہ دوڑاتے ہیں

تو ہم سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ ہم نے دنیا میں عظیم الشان کام کر لیا ہے حالانکہ وہ عظیم الشان مقام جس کے حصول کے بعد دنیا کسی جماعت کی اہمیت کا انکار نہیں کر سکتی ابھی ہمیں حاصل نہیں ہوا۔ اور ابھی وہ زمانہ ہم پر نہیں آیا جس میں

## ہماری جماعت کی عظمت

اور اس کے وجود کو برملا تسلیم کیا جائے اور اس زمانہ کے لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر ایسی طاقت اور قوت پیدا کریں کہ نہ صرف ہم ہر قسم کے ابتلاؤں کو برداشت کریں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء وارد نہ ہو تو ہم خود اس سے اپنے لئے ابتلاء مانگیں۔ ابتلاء کی برداشت ہر شخص کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی بڑی قربانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ابتلاؤں کا مانگنا اصل چیز ہوتی ہے مگر مانگنے سے مراد جاہلانہ مانگنا نہیں۔ ایک مانگنا مصلحت کے مطابق ہوتا ہے اور ایک مانگنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے کسی سے پوچھا کہ توکل کے کیا معنے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ

## توکل کے معنے یہ ہیں

کہ جب خدا تعالیٰ دے تو انسان کھائے اور جب نہ دے تو صبر کرے۔ وہ نادان صوفی تھا اور توکل کے صحیح معنے نہیں جانتا تھا انہوں نے کہا کہ یہ توکل تو کتے میں بھی پایا جاتا ہے۔ کتے کو بھی مل جاتا ہے کھا لیتا ہے۔ اور اگر نہیں ملتا تو صبر کرتا ہے۔ انسان کا مقام تو پہلے ہی جانور سے بڑا ہے۔ پھر ان معنوں کے لحاظ سے اس میں اور کتے میں کیا فرق ہوا۔ انسان تو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ روحانیت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرے پھر اس کے لئے توکل کے وہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں جن میں ایک کتا بھی شریک ہے وہ حیران رہ گیا اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکا اسی طرح میں کہتا ہوں ابتلاؤں کے آنے پر ان کو برداشت کرنا کوئی اعلیٰ مقام نہیں۔ بلکہ اس میں کافر اور بے دین لوگ بھی شریک ہیں ایک کافر کا بچہ بھی مر جاتا ہے تو بسا اوقات بڑے حوصلہ سے وہ اس صدمہ کو برداشت کرتا ہے۔

## پہلی جنگ عظیم میں

ہی ایک جرمن عورت جو اسی سالہ بڑھیا تھی اور جس کے سات بچے تھے۔ اس نے اپنے ساتوں بچے میدان جنگ میں بھیج دیئے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مشیت کے ماتحت یکے بعد دیگرے اس کے بچے مرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ اس کا صرف ایک بچہ رہ گیا آخر فرانس کے ایک شدید حملہ میں اس کا ساتواں بچہ بھی مارا گیا۔ قیصر یوں تو بہت ظالم تھا۔ مگر نفسیات کا بہت بڑا ماہر تھا۔ اور وہ اپنی قوم سے حقیقی محبت رکھتا تھا جس طرح ہٹلر اپنی قوم سے حقیقی محبت رکھتا تھا یہ دونوں لیڈر ظالم بھی تھے۔ مگر اپنی قوم کے سچے عاشق بھی تھے چونکہ

## یہ رپورٹ نہایت اہم تھی

کہ ایک عورت نے سات بچے دیئے اور وہ ساتوں کے ساتوں جنگ میں مارے گئے اس لئے جب یہ خبر پہنچی کہ اس عورت کا ساتواں بیٹا بھی مارا گیا ہے۔ تو جرنیل نے اس خبر کو وزیر جنگ کے پاس بھیجا۔ اور وزیر جنگ نے اس

## خبر کی اہمیت

کو سمجھتے ہوئے اسے بادشاہ کے پاس بھجوا دیا۔ بادشاہ نے حکم لکھا کہ جس طرح عام طور پر رشتہ داروں کو مرنے والوں کی اطلاع دی جاتی ہے اس طرح اس عورت کو اطلاع نہ بھجوائی جائے بلکہ خود وزیر جنگ اس عورت کو اپنے سامنے بلائے۔ اور میری طرف سے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہے کہ قیصر اور جرمن قوم دونوں اس ماں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس نے اپنے ساتوں بچے ملک کے لئے تباہ کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس بڑھیا کو شاہی پیغام پہنچا اور وہ وزیر جنگ کے پاس آئی۔ وزیر جنگ نے اسکا استقبال کیا اور کہا مجھے

## قیصر کی طرف سے حکم

ملا ہے کہ میں قیصر کی طرف سے اور جرمن قوم کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کروں کیونکہ آپ نے اپنے ساتوں بچے ملک کے لئے پیش کر دیئے تھے۔ جن میں سے چھ تو پہلے مر چکے ہیں اور اب کل ہی تار کے ذریعہ ہمیں خبر ملی ہے۔ کہ آپ کا ساتواں بیٹا بھی جنگ میں مارا گیا ہے۔

## ایک انگریزی جاسوس

جو اس موقعہ پر موجود تھا۔ میں نے خود اس کے ایک مضمون میں یہ واقعہ پڑھا وہ کہتا ہے کہ یہ عجیب خبر سن کر اخبارات کے نمائندے وہاں جمع ہو گئے تھے

(باقی ملاحظہ کیجئے صلاک پر)

دوسری قسط

# فتنۂ تکفیر کا واقعاتی جائزہ!

## ۱۸۸۹ء کے فتاویٰ سے لے کر موتمر عالم اسلامی کی تازہ قرارداد تک

## جماعتِ احمدیہ کی ترقی و استحکام اور حقیقی اسلام کے عالمگیر غلبہ کی وسیع بنیاد

محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد

### زمینی فتوے اور اللہ جلشانہٗ کی آسمانی ندا

فتاوئ تکفیر کی اشاعت نے برِصغیر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مخالفت کا ایک زبردست طوفان کھڑا کر دیا اور ہر طرف حضرت مہدی موعودؑ کے خلاف فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی مگر اس آتشیں ماحول میں ربّ جلیل کے پہلوان مسیح محمدی علیہ السّلام نے خدائی بشارتوں اور الہامی پیش خبریوں کی بنا پر پوری قوت و شوکت کے ساتھ یہ ربّانی پیغام دیا کہ:-

"مَیں حضرتِ قدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا۔ وہ خود کاٹا جائے گا۔ مخالف رُوسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار۔" (نشانِ آسمانی صفحہ ۳۰)

حضورؑ نے اللہ جلشانہٗ کے احسانات و تلطفات کا ذکر کرتے ہوئے مزید بتایا کہ:-

"یہ عاجز خدائے تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر یک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں لست مومنا اللہ جلشانہٗ کی طرف سے ندا ہے کہ قُلْ اِنِّی اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن[1] ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخ کنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے۔ یتربصون علیک الدّوائر علیہم دائرۃ السّوء[2] اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رُسوا کریں۔ اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے کہ اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک[3] اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے اس الہام پر متواتر زور دے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی یحببکم اللہ[4]۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کو ہوتی ہے؟" (نشانِ آسمانی صفحہ ۳۸-۳۹)

### کتاب البریّہ میں علماء کے فتاویٰ اور گالیوں کا ذکر

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام نے اپنی کتاب البریّہ میں علماء کے فتاویٰ اور اُن کی گالیوں کا نمونہ درج ذیل الفاظ میں دیا ہے:-

### میاں نذیر حسین دہلوی المعروف بہ شیخ الکل

وہ فتویٰ جو ہماری تکفیر میں رسالہ اشاعۃ السّنّۃ نمبر ۵ جلد ۱۳ میں شائع ہوا اُس کے راقم اور استفتاء کے مجیب یہی شیخ الکل ہیں۔ راقم فتویٰ یعنی میاں صاحب اس فتویٰ میں ذیل کے الفاظ میری نسبت استعمال کرتے ہیں:-

"اہلِ سُنّت سے خارج اس کا عملی طریق ملحدین باطنیہ وغیرہ اہلِ ضلال کا طریق ہے۔ اس کے دعوے و اشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے اس کو تیس دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے۔ ایک دجّال کہہ سکتے ہیں۔ اس کے پیرو ہم مشرب ذریات دجّال۔ خدا پر افترا باندھنے والا۔ اس کی تاویلات الحاد تحریف کذب و تدلیس سے کام لینے والا۔ دجّال بے علم۔ نافہم۔ اہل بدعت و ضلالت۔

جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتویٰ دیا وہ صحیح ہے ........ اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجّال کذّاب سے احتراز کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو اہلِ اسلام میں باہم ہونے چاہئیں۔ نہ اس کی صحبت اختیار کریں اور نہ اس کو ابتداءً سلام کریں اور نہ اس کو دعوتِ مسنون میں بلادیں۔ اور نہ اس کی دعوت قبول کریں اور نہ اس کے پیچھے اقتدا کریں اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں ........ الخ

**شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنّہ**

اشاعۃ السنۃ نمبر یکم لغایت ششم جلد شانزدہم سنہ ۱۸۹۳ء:-

اسلام کا چھپا دشمن[1]۔ مسیلمہ ثانی۔ دجّال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ جوتشی۔ اٹکل باز۔ جفری۔ بھنگڑ۔ ککّڑ۔ اڑدپوپو۔ اس کا موت کو نشان ٹھہرانا حماقت و سفاہتِ شیطان ہے۔ مکّار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ شوخ گستاخ۔ مثیل الدجّال۔ اعور دجّال۔ غدّار۔ پُرفتنہ و مکّار۔ کاذب۔ کذّاب۔ ذلیل و خوار۔ مردود۔ بے ایمان۔ روسیاہ مثیل مسیلم و اسود۔ رہبر ملاحدہ۔ عبد الدراہم والدنانیر۔ تمغات لعنت کا مستحق۔ مورد ہزار لعنتِ خدا و فرشتگان و مسلمانان کذّاب۔ ظلّام۔ افّاک۔ مفتری علی اللہ۔ جس کا الہام احتلام ہے پکّا کاذب۔ ملعون۔ کافر۔ فریبی۔ حیلہ ساز۔ اکذب۔ بے ایمان۔ بے حیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ باز۔ بھنگیوں اور بازاری شہدوں کا دس گرود۔ دہریہ۔ جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق۔ جس کا خدا معلم الملکوت (شیطان)۔ محرف۔ یہودی۔ عیسائیوں کا بھائی۔ خسارت مآب۔ ڈاکو۔ خونریز۔ بے شرم۔ بے ایمان۔ مکّار۔ طرّار۔ جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنۃ۔ بازاری شہدوں۔ چوہڑوں بہائم اور وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا۔ مکر چال۔ فریب کی چال والا۔ جس کی جماعت بدمعاش۔ بدکردار جھوٹ بولنے والی۔ زانی۔ شرابی۔ مال مردم خور۔ دغاباز۔ مسلمانوں کو دام میں لا کر اُن کا مال لُوٹ کر کھانے والا۔ ایسے سوال و جواب میں یہ کہنا ........

... حرامزادگی کی نشانی ہے۔ اس کے پیرو خرانِ بے تمیز۔

### غزنوی گروہ

مولوی عبد الجبار صاحب نے فتویٰ مذکورہ بالا پر بصفحہ ۲۰ دستخط کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں:-

"ان امور کا مدّعی رسولِ خدا کا مخالف ہے ...... اُن لوگوں میں سے جن کے حق میں رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ کہ آخر زمانہ میں دجّال کذّاب پیدا ہوں گے ........ اُن سے اپنے آپ کو بچاؤ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور بہکا نہ دیں۔ اس (قادیانی) کے چوزے (اتباع) ہنود اور نصاریٰ کے مخنّث ہیں۔"

### احمد ابن عبد اللہ غزنوی

"قادیانی کے حق میں میرا وہ قول ہے جو ابن تیمیہ کا قول ہے۔ جیسے تمام لوگوں سے بہتر انبیاء علیہم السّلام ہیں۔ ویسے ہی تمام لوگوں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو نبی

---

[1] قُل میں حضرت شیخ کو یہ صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر لکھے گئے ہیں۔

[1] یہ الفاظ یہاں صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر لکھے گئے ہیں۔ اور اس رسالہ میں سے بھی اور بہت سے ملتے جلتے الفاظ چھوڑے گئے۔

[1] تو کہدے مجھے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

[2] وہ تجھ پر نزولِ حوادث کے منتظر ہیں مگر بُری گردش انہی پر پڑے گی۔

[3] جو تیری ذلت چاہے میں اسے ذلیل کر دوں گا۔ اللہ تیرا اجر ہے۔ اللہ تجھے تیرا جلال عطا فرمائے گا۔

[4] کہہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تم محبوب الٰہی بن جاؤ گے۔

نہ ہوں اور نبیوں سے مشابہ بن کر نبی ہونے کا دعویٰ کرے ......... یہ بدترین خلائق ہے۔ تمام لوگوں سے ذلیل تر۔ آگ میں جھونکا جائیگا؟"

## عبدالصمد ابن عبداللہ غزنوی

"غلام احمد قادیانی کجرو بلید ناسمجھ اور رائے کھوٹی۔ گمراہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والا۔ چھپا مرتد۔ بلکہ وہ اپنے اس شیطان سے زیادہ گمراہ جو اس کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ شخص ایسے اعتقاد پر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ یہ اسلامی قبرستان میں دفن ہو۔"

## عبدالحق غزنوی

(اشتہار ضرب النعال علی وجہ الدجال - ۲۳ر شعبان ۱۳۱۴ھ) "دجال۔ ملحد۔ کاذب۔ روسیاہ۔ بدکار۔ شیطان لعنتی بے ایمان۔ ذلیل۔ خوار۔ خستہ۔ خراب۔ کافر۔ شقی سرمدی ہے۔ لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار ہے۔ لعن طعن کا جوت اس کے سر پر پڑا بے جا تاویل کرنے والا ......... مارے شرمندگی کے زہر کھا کر مر جاوے گا ......... بکواس کرتا ہے ......... رسوا ذلیل شرمندہ ہوا۔ اللہ کی لعنت ہو ......... جھوٹے اشتہارات شائع کرنے والا اس کی سب باتیں بکواس ہیں۔"

| نام کتاب و نام مصنف | تاریخ طبع | صفحہ | الفاظ یا عبارت |
|---|---|---|---|
| تائید آسمانی مصنفہ منشی محمد جعفر تھانیسری | ۲۲ر جولائی ۱۸۹۲ء | ۲ | مرزا صاحب دھوکہ باز اور گمراہ کرنے والا ہے |
| | | ۳ | مرزا صاحب تارک جمعہ و جماعت وعدہ خلاف۔ سیرت محمدی سے کوسوں دور |
| " | " | | مرزا صاحب عیار۔ جھوٹا دعویدار |
| " | " | | مرزا صاحب چالاک اور بٹہ باز |
| " | " | | مرزا صاحب فضول خرچ۔ مسرف حیلہ ساز۔ |

اشتہار مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز لدھیانوی مطبوعہ ۲۹ر رمضان ۱۳۰۸ھ میں یہ لکھا ہے:۔

"خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ و جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے ......... اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہے۔ جو چاہے ان کی عورتوں سے نکاح کر لے۔"

| | | |
|---|---|---|
| " نظم حقانی مسمّٰی بہ سراثر کادیانی مشتہرہ سعداللہ نومسلم لدھیانوی ۲۲ر شعبان ۱۳۱۳ھ | ۲ ۳ سے ۸ تک | مرزا صاحب روباہ باز۔ عیار۔ قادیانی رافضی۔ بے پیر۔ دجّال۔ یزید۔ اس کے مرید یزیدی۔ خانہ خراب۔ فتنہ گر۔ ظالم۔ تباہ کار۔ روسیاہ۔ بے شرم۔ احمق۔ کاذب خارجی۔ بھانڈ۔ یاوہ گو۔ غبی۔ بدمعاش لالچی۔ جھوٹا۔ کافر۔ مفتری۔ ملحد۔ دجالی ممار خنّس۔ بکواسی۔ بدتہذیب۔ اور دون ہے۔ مشرکانہ خیال کا آدمی۔ اس کا گانو منحوس ہے۔ اس کی دجالیاں اور مکاریاں اور ردّالیاں اظہر من الشمس ہیں۔ اس کی کتابیں ایمان اور دین کا ازالہ کرنے والی ہیں۔ |
| بت شکن مشتہرہ محمد رضا الشیرازی الغروی شیعی مطبوعہ قمر الہند۔ | | مرزا کاذب ہے۔ مفتری۔ یاوہ گو۔ تباہ کار۔ مکار لعنی۔ غوی۔ غبی۔ گمراہ۔ نادان۔ فضول۔ ڈھکوسلے۔ بیہودہ سراسر کاذب۔ جھوٹا۔ دروغ گو۔ بے شرم۔ ننگ خلائق۔ کاذب۔ بانیٔ ملّت مبتدعہ۔ تلبیس کرنے والا۔ داعی ملّت بدعیہ۔ سرکش طبع۔ رانزدہ درگاہ ازلی۔ گم کردہ صراط مستقیم۔ سوفہم بادپیمائی کرنے والا۔ ژاژ خایاں چاہ ضلالت |

میں ڈوبا ہوا اور گمراہی کے تذویر میں پھنسا ہوا ہے۔ عجب و تکبر میں گرفتار۔ مزخرفات موہومہ باطلہ کا کہنے والا۔ اس کی جماعت ضلالت و گمراہی میں ہے۔ اس کی مراسلت سراسر فضول و لچر ہے۔ اس کے دلائل سب دشنام و فحش سے بھرے ہوئے ہیں۔ مرزا مقہور شکستہ بال ہے۔ اس کی باتیں ہفوات اور ہزلیات ہیں وہ گمراہ غبی ہے۔ اس کی تحریرات میں خرافات ہیں۔ اس کے ذہن کے ترشحات گندہ ہیں۔ اس کا مدعا زور و طغیان ہے۔ شتم و فحش و بہتان لانے والا۔ افتراء و کذب کے دلائل پیش کرنے والا۔ شناعت و فضیحت کے سوا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ کاذب بوار البوار میں جائے گا۔ ظلمت۔ کفر طغیان ان کی وجہ سے دنیا میں ہے۔

(کتاب البریہ - روحانی خزائن جلد ۱۳ - صفحہ ۱۴۶ تا ۱۵۱)

## مکفرین کو مخلصانہ دعوتِ حق

سیدنا حضرت اقدس مہدی موعود علیہ السلام نے یہ سب دلآزار۔ اخلاق سوز اور گندی گالیاں نقل کرنے کے بعد نہایت درد و سوز سے مکفرین کو دعوتِ حق دی اور تحریر فرمایا:۔

"اگر میں درحقیقت وہی مسیح موعود ہوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حَکَم اور عدل اور امام اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ......... لعنتیں بھیجنا۔ اس کو گالیاں دینا جائز تھا۔ ذرہ اپنے جوش کو تھام کے سوچیں۔ نہ میرے لئے بلکہ اللہ اور رسولؐ کے لئے کہ ایسے مدعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا یا نہیں۔ زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ میرا مقدمہ تم سب کے ساتھ آسمان پر ہے۔ اگر میں وہی ہوں جس کا وعدہ نبی کے پاک لبوں نے کیا تھا۔ تو تم نے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے اور اگر پہلے سے آثار صحیحہ میں یہ وارد نہ ہوتا کہ اس کو دکھ دیا جائے گا۔ اور اس پر لعنتیں بھیجی جائینگی تو تم لوگوں کو مجال نہ تھی جو تم مجھے وہ دکھ دیتے جو تم نے دیا۔ پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتے پورے ہوں جو خدا کی طرف سے لکھے گئے تھے۔ اور اب تک تمہیں ملزم کرنے کے لئے تمہاری کتابوں میں موجود ہیں جن کو تم زبان سے پڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کر کے مہر لگا دیتے ہو کہ وہ بدعلماء اور ان کے دوست جو مہدیؑ کی تکفیر کریں گے اور مسیحؑ سے مقابلہ سے پیش آئیں گے۔ وہ تم ہی ہو۔"

پھر فرمایا:۔

"دیکھو یہ کیسا وقت ہے کیسی ضرورتیں ہیں۔ جو اسلام کو پیش آگئیں۔ کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت ہے آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بے خبر ہیں آسمانی سلسلہ کی اُن کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اُتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔" (کتاب البریہ ضمیمہ صفحہ ۷-۸)

## فتاویٰ پر ظالمانہ عمل

مگر افسوس علمائے ظواہر نے نہ صرف فتاویٰ کفر سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا بلکہ نہایت متشددانہ طریق سے اس پر ایسی ایسی عملی کاروائیاں شروع کر دیں کہ قرنِ اوّل کے مسلمان صحابہؓ پر مظالم کی یاد تازہ ہو گئی چنانچہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ایک مرید مولوی عبدالاحد خانپوری نے ۱۹۰۱ء میں "محاربت مسیلمہ قادیانی" نامی ایک کتاب میں اعتراف کیا۔ انہوں نے اس کے صفحہ ۲ پر لکھا:۔

"طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت خوار و ذلیل ہوئے جمعہ و جماعات سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روکے گئے ......... نیز اور بہت قسم کی ذلتیں اٹھائیں۔ معاملہ و برتاؤ مسلمانوں سے بند ہو گیا عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھینی گئیں۔ مرے اُن کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے وغیرہ وغیرہ۔" (باقی)

# سیرۃ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ

از مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ مرزا ربوہ

## حسب و نسب

سیدۃ النساءؓ ہمارے آقا کے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی دختر فرخندہ اختر تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ تھا۔

اسی خاندان کے اوّل المومنین حضرت علی رضؓ کی رفیقہ حیات اور خاندان سادات کی ماں بنیں۔ آپ کے القاب طاہرہ۔ مطہرہ۔ راضیہ۔ زاکیہ۔ زہرا اور بتول تھے۔

## ایام طفولیت

بعثت کے ۵ برس بعد اس دنیا میں نمود پذیر ہوئیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ چھوٹی عمر سے ہی بڑی سنجیدہ، علم و فہیم، سادہ مزاج پُر وقار، پیکر عفت و عظمت، حلیم و بُردبار اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والی تھیں۔ کھیل کود سے کنارہ کش رہ کر اکثر اپنی والدہ ماجدہ کے قریب رہتیں۔ اسی کے باعث آپؓ کا نام بتول (تارک الدنیا) پڑ گیا۔ صورت و سیرت، کردار و گفتار اور رفتار میں بڑی حد تک سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت تھی۔

## نکاح

بچپن کی سرحدوں سے نکل کر جب شباب کی وادی میں داخل ہوئیں تو ۱۵ سال ۵½ ماہ کی عمر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے شادی ہوئی۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر ۲۱ سال کے قریب تھی۔ حضرت علیؓ کے پاس چونکہ شادی کے اخراجات کے لئے پونجی نہ تھی۔ اس لئے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے گھر کا کچھ سامان اور ایک اونٹ فروخت کر کے ۴۸۰ درہم جمع کر کے شادی کے اخراجات پورے کئے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کی ہمراہی میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کو رخصت فرمایا۔ رخصتی کے موقعہ پر پانی منگوا کر پہلے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ رضؓ کے شانوں، بازو اور سینہ پر چھینٹے دیکا اور دعائیں دیتے ہوئے فرمایا۔ بیٹی فاطمہ رضؓ میں نے تیری شادی اپنے خاندان کے سب سے اچھے آدمی سے کی ہے۔ جو علم اور عمل میں ممتاز اور اپنے دائرہ کے اندر ایمان لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ مہر کی ادائیگی کے لئے متفکر تھے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ دیا کہ جنگ بدر کے غنائم میں سے انہیں جو حطمی زرہ ملی ہے وہ فاطمہ رضؓ کو بطور مہر پیش کر دیں۔ چنانچہ آپ نے وہ زرہ حضرت فاطمہ رضؓ کو دے دی۔ جسے فروخت کرنے پر ۴۸۰ درہم ملے۔ جہیز میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ، کچھ کپڑا، دو چکیاں، دو گھڑے اور ایک مشکیزہ بھی عطا فرمایا۔ غرض انتہائی سادگی سے یہ بابرکت تقریب انجام پذیر ہوئی۔

رخصتی کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرۃ العین کو الوداع کہنے تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ اپنے محبوب والد سے جدائی کے پیش نظر رو رہی ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو مشفقانہ تسلی دی۔ اور لطف خاص سے نوازا۔

## بیٹی سے محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیاری بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ سے بہت محبت تھی۔ جب کبھی کسی سفر سے واپس تشریف لاتے فوراً آپؓ کے پاس جاتے۔ محبت بھری باتیں کرتے پیشانی پر پیار دیتے۔ ایک دفعہ ایک تابعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے پوچھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے تھی۔ آپ نے جواب دیا۔ رشتہ داری کے دائرہ میں عورتوں میں سے حضرت فاطمہ رضؓ سے اور مردوں میں سے حضرت علی رضؓ سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ باوجود اس تعلق محبت کے ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضؓ سونے کا ہار پہنے ہوئے تھے تشریف لائیں تو آپؐ نے دیکھکر فرمایا۔ یہ آگ کا ہار اتار دو۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے ہار فروخت کر دیا۔ اور گھر کی ضروریات پوری کرنے میں اس رقم کو خرچ کیا۔

ایک بار حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ میں کچھ شکر رنجی پیدا ہو گئی۔ بیٹی والد ماجد کے پاس جا کر شکایت کرنے لگیں۔ حضرت علی رضؓ بھی پہنچ گئے۔ آپ نے دونوں میں ہونے والی باتیں سنیں اور فرمایا۔ وہ کون مرد و عورت ہیں جن میں کسی بات پر کبھی شکوہ و شکایت کا موقعہ پیدا نہ ہوا ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد ہر بات میں عورت کی بات ہی مانے اور اپنی نہ منوائے۔ اس مصلحانہ اور مصلحت آمیز جواب سے دونوں کی ساری رنجش مٹ گئی۔

ایک دفعہ مال غنیمت میں کچھ جنگی قیدی بھی آئے۔ حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ نے دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمیں بھی ایک قیدی عطا کیا جائے۔ کیونکہ گھر کے کام کاج میں بڑی دقت پیش آتی تھی۔ اور چکی پیس پیس کر حضرت فاطمہ رضؓ کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے۔ ادھر حضرت علی رضؓ کو بھی گھریلو کاموں کی انجام دہی میں مشکلات کا سامنا تھا۔ مشک اُٹھا اُٹھا کر آپ کے کندھوں اور کمر پر نشان پڑ گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اہل صفہ جو نانِ شبینہ تک کے محتاج ہیں پر کسی کو ترجیح دوں۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں حضرت فاطمہ رضؓ آپؐ کے پاس تشریف لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے کان میں کوئی بات کہی۔ جس پر آپ رونے لگ گئیں۔ دوبارہ کوئی دوسری بات کہی تو آپؓ مسکرا اُٹھیں۔ حضرت عائشہ رضؓ اس ہنسنے اور رونے کے امتزاج سے حیران ہوئیں لیکن باوجود کوشش کے وہ اس راز کو معلوم نہ کر سکیں۔ جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ حضور نے مجھے اپنی وفات کی خبر دی تھی۔ اس پر رونے کو روک نہ سکی اور مسکرائی اس لئے کہ آپؐ نے مجھے خوشخبری دی تھی کہ میں دنیا کی عورتوں کی سردار ہوں۔ اور اہل بیت میں سے جلد ہی آپؐ سے جا ملنے والی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں اپنے بیٹوں حضرت حسنؓ اور حسین رضؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ اور دروازوں پر آرائشی پردے آویزاں کئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھکر واپس لوٹ گئے۔ حضرت فاطمہ رضؓ فوراً بات کی تہ تک پہنچ گئیں۔ آپؐ کی خوشنودی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے بچوں کے کنگن اتار دئے اور آرائشی پردے ہٹا دئے۔ بچے روتے ہوئے اپنے نانا جانؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ میرے نواسے دُنیا کی حرص و آز سے ملوث ہوں۔

## اولاد

حضرت فاطمہ رضؓ کے دو بیٹے حسن رضؓ اور حسین رضؓ اور دو بیٹیاں زینب رضؓ اور کلثوم رضؓ تھیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دو بچے محسن رضؓ اور رقیہ رضؓ بھی تھے۔ جو بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی اولاد میں سے صرف حضرت فاطمۃ الزہرا ہی وہ مبارک ہستی ہیں جو عالم رنگ و بو میں وہ پھل پھول لائیں جن کی شام دلنواز سے تمام نسترن زار ہائے اُٹھا۔

## وفات

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی۔ تو آپؓ کی عمر ۲۹ برس کی تھی۔ حضور کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضؓ کو کبھی کسی نے مسکراتے نہ دیکھا اور پھر جلد ہی حضورؐ کی وفات کے کوئی چھ ماہ بعد آپ اپنے پیارے ابا سے ملنے تشریف لے گئیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کی وفات ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو ہوئی حضرت عباس رضؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضرت علی رضؓ حضرت عباسؓ اور حضرت فضل رضؓ نے آخری آرام گاہ میں اتارا۔ ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ وفات کے وقت حضرت علی رضؓ موجود نہ تھے۔ مجھ سے پانی منگوا کر غسل کیا۔ صاف اور عمدہ کپڑے پہنے اور بستر پر قبلہ رُخ لیٹ گئیں۔ اور فرمایا اب مفارقت کا وقت ہے۔ مزید غسل کی ضرورت نہیں غسل کر چکی ہوں۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمدٍ و علیٰ اصحابِ محمدٍ و بارک وسلم۔ قوۃ تامتہٗ۔

# یادگیر میں ایک الوداعی تقریب اور درخواستِ دُعا

مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر و ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کچھ عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ان کو بغرض علاج امریکہ کے سفر پر جانا ضروری ہوگیا تھا۔ جہاں ان کے برادر نسبتی محترم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب مقیم ہیں۔ چنانچہ اپنی بہت سی جماعتی اور کاروباری مصروفیات کے باوجود انہوں نے امریکہ کا عزم کیا۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ یادگیر نے شایان شان طور پر اپنے امیر اور بھائی کو پُر خلوص دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اور مکرم میر نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر کی صدارت میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم سیٹھ صاحب کی گل پوشی ہوئی۔ اور الوداعی تقاریر ہوئیں۔

سیٹھ صاحب موصوف کے ہمراہ ان کی اہلیہ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اور چھوٹا بچہ بھی جا رہے ہیں۔ پروگرام کے مطابق ۱۰ اگست کو انہیں بمبئی سے پرواز کرنا تھا۔ قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سیٹھ صاحب کو مکمل صحت اور سلامتی کے ساتھ بیوی بچے سمیت واپس کرے۔ آمین۔

خاکسار۔ منظور احمد مبلغ یادگیر

# اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۷۵ء کو برادرم سید رشید احمد صاحب نے مکرم شیخ ریاض الدین صاحب ابن شیخ محی الدین صاحب آف مونگھیر کے نکاح کا اعلان خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ سیدہ ساجدہ خاتون صاحبہ بنت مکرم مولوی سید صمصام الدین صاحب مرحوم کے ہمراہ بعوض دو ہزار دو صد ( ۲۲۰۰ ) روپیہ حق مہر کے عوض کیا۔ موصوف نے خطبہ نکاح سے متعلق مسنون آیات پڑھنے کے بعد نکاح کے فوائد کے مختلف پہلوؤں پر احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔ بعد نماز عصر تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

خاکسار تمام بزرگان سلسلہ سے درخواست دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس رشتہ کو باعث برکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے اللّٰھم آمین۔ اس خوشی کے موقع پر شیخ محی الدین صاحب نے شکرانہ فنڈ میں پانچ روپے اور اعانت بدر میں پانچ روپے ادا کئے ہیں۔

خاکسار۔ سید صباح الدین متعلم جامعہ احمدیہ قادیان۔

## ولادت

محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۶ جولائی ۱۹۷۵ء کو پہلا پوتا عطا فرمایا ہے۔ نام محمد فضل احمد رکھا گیا۔

مولود عزیز سیٹھ محمد بشیر احمد صاحب کا فرزند اور مکرم نورالدین الہ دین صاحب کا نواسہ ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ نے نام تجویز کرنے کے موقعہ پر اجتماعی دعا کروائی۔ بزرگانِ سلسلہ درویشان کرام و احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ بچے کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرما دے۔ خاندان کے لئے قرۃ العین اور سلسلہ کا سچا خادم بنائے آمین۔

محترم سیٹھ صاحب موصوف نے بطور شکرانہ مندرجہ ذیل مدات میں چندہ ادا فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

درویش فنڈ ۱۰/-، اعانتِ بدر ۵/-، شکرانہ فنڈ برائے بیرونی مساجد ۵/-۔ منجانب مکرم نورالدین الہ دین صاحب درویش فنڈ ۱/-، اعانتِ بدر ۱/-، شکرانہ فنڈ برائے بیرونی مساجد ۱/-۔

خاکسار عبدالحق فضل مبلغ حیدر آباد

## درخواست دُعا

مکرم برادرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری کو حیدر آباد میں موٹر سائیکل سے گر جانے کے باعث شدید چوٹیں آئی ہیں۔ دونوں پاؤں۔ پنڈلی وغیرہ کی ہڈیاں سخت متاثر ہوئی ہیں جن کے باعث وہ صاحب فراش ہیں۔ علاج جاری ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

خاکسار۔ منظور احمد مبلغ یادگیر

# جماعتِ احمدیہ حیدر آباد میں یوم تبلیغ

اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے مطابق حیدر آباد میں "یوم تبلیغ" منایا گیا۔

حسب پروگرام ۲۹ جون صبح دس بجے سے قبل ہی احباب جماعت احمدیہ جوبلی ہال میں جمع ہونے شروع ہو گئے دو دو خدام پر مشتمل گروپ بنائے گئے ہندی، اُردو، انگریزی اور تلگو زبانوں میں کثیر تعداد میں لٹریچر خدام کے سپرد کر دیا گیا۔ "یوم تبلیغ" سے متعلق ضروری ہدایات دی گئیں۔ اور پُر سوز اجتماعی دعا کے بعد احباب جماعت حیدر آباد کے مختلف حصوں میں پھیل گئے نہایت خوش اسلوبی سے لٹریچر تقسیم کیا۔ اور بعض مقامات پر دلچسپ اور کامیاب تبادلہ خیالات کا موقعہ بھی ملا۔ اور سنجیدہ طبقہ کے معقول حصہ نے تبلیغ اسلام کے اس پُر عظمت جذبہ کو تحسین و آفرین بھی کہا۔ بعض نے ملاقات و خط و کتابت کے لئے اپنے ایڈریس دیے۔ اور جماعت احمدیہ کے معجزانہ اور عالمگیر کارناموں کا اعتراف بھی کیا۔ خدام کے علاوہ انصار میں سے مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب نائب امیر اور مکرم شیخ محمود احمد صاحب ظہیر آبادی اور بعض دوسرے انصار نے احسن رنگ میں فریضۂ تبلیغ انجام دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار بھی احمدیہ جوبلی ہال میں دن بھر مقیم رہا اور احمدیہ مسلم مشن میں تشریف لانے والے غیر مسلم اور غیر احمدی دوست زیر تبلیغ رہے۔

یوم تبلیغ میں حصہ لینے والے خدام جن کی رپورٹیں ہمارے پاس پہنچی ہیں، حسب ذیل ہیں۔

مکرم غلام احمد عزیز خاں صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم منظور احمد صاحب مکرم شکیل احمد صاحب۔ مکرم شیخ ظفر احمد صاحب مکرم احمد عبدالحمید صاحب مکرم احمد سید الستار صاحب مکرم مجتبےٰ حسین صاحب مکرم محمد عظیم الدین صاحب اور مکرم خلیل احمد صاحب۔

عزیزم خلیل احمد صاحب نے اکیلے ہی یوم تبلیغ کا فریضہ انجام دیا جبکہ چند سال قبل موصوف کے دونوں پاؤں ٹرین کے نیچے آکر کٹ گئے تھے اور مصنوعی پاؤں لگا کر چلتے ہیں۔ نہایت ذہین خوش مزاج نوجوان اور کالج کے طالب علم ہیں۔ موصوف نے یوم تبلیغ کے موقعہ پر پونے اکتالیس مختلف زبانوں کے ٹریکٹ اور پمفلٹ تقسیم کئے۔ اٹھارہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سنجیدہ افراد سے تبادلہ خیالات کر کے ان کے ایڈریس حاصل کئے۔ اور شہر کے اہم مقامات پر جا کر فریضۂ تبلیغ انجام دیا۔

بعض خدام نے مشورہ دیا کہ ماہانہ ایک اتوار کو یوم تبلیغ منایا جانا چاہیئے۔ بخوف طوالت صرف اسی ایک خادم کی رپورٹ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ جو اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے احمدیت کو بہت عظمت عطا فرمائی ہے۔

امید ہے کہ آئندہ بھی خدام کثیر تعداد میں اس میں بڑھ کر حصہ لیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے حیدر آباد میں خدام کی تعداد کافی ہے۔

بزرگانِ سلسلہ و درویشان کرام و احبابِ جماعت سے عاجزانہ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس یوم تبلیغ میں حصہ لینے والے جملہ احباب پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولے اور یوم تبلیغ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے آمین۔ ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار (حضرت مسیح موعودؑ)

خاکسار۔ عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

## درخواست دُعا

مکرم ایم۔ جی۔ عبدالحمید صاحب آف اللال مینگلور کی اہلیہ محترمہ چند سالوں سے درد گردہ اور بعض دیگر بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ علاج معالجہ پر کافی روپیہ خرچ کرنے کے باوجود تا حال بیماری میں افاقہ نہیں ہوا۔ تمام احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے انکی شفاء کاملہ و عاجلہ اور صحت و تندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے احباب اس احمدی مخلص خاتون کے لئے درد دل سے دُعا فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

## بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

جن میں مَیں بھی شامل تھا۔ لڑائی کے ایام میں جاسوسی کرنے والے کسی دوسری قوم میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح خفیہ طور پر حالات معلوم کرتے رہتے ہیں۔ وہ اسی وقت ڈچ یا کسی قوم کے

**نمائندہ کے طور پر**

اندر آیا۔ حالانکہ انگریزی جاسوس تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ بڑھیا اس خبر کو سن کر باہر نکلی تو

**یوں معلوم ہوتا تھا**

کہ اس خبر نے اس کی کمر کو بالکل توڑ دیا ہے لیکن وہ جذبۂ حب الوطنی ظاہر کرنے کے لئے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر اور زور سے دبا کر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرتی تاکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اس غم نے اس کی کمر کو خمیدہ کر دیا ہے اور پھر زور سے قہقہہ لگا کر کہتی کیا ہوا اگر میرے ساتوں بیٹے مارے گئے ہیں آخر وہ اپنے ملک کی خاطر قربان ہوئے ہیں

**یہ ایک عیسائی عورت تھی**

ایک ظالم قوم کا فرد تھی۔ اس کے ساتوں بیٹے مارے گئے تھے۔ اور پھر وہ اسّی سال کی عمر کو پہنچ چکی تھی۔ مگر پھر بھی اس نے صبر کیا۔ پس مصائب اور آفات پر صبر کرنا ہرگز کوئی ایسی چیز نہیں جو مسلمان کا خاصہ ہو۔ بلکہ صبر سے اوپر ایک اور مقام ہے۔ جو مومن کو حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ صرف صبر ہی نہیں کرتا۔ بلکہ مصائب طلب کرتا ہے۔ دنیا کوشش کرتی ہے۔ کہ ابتلاؤں سے بھاگے۔ مگر وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے آپ کو ابتلاؤں میں ڈالے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :- ؎

در کوئے تو گر سرِ عشاق را بزنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم

اگر تیرے کوچہ میں جانے والوں کے متعلق یہ حکم ہو جائے کہ ہر شخص جو عاشقی کا دعویٰ کرے گا' اسے قتل کر دیا جائے گا۔ تو گو عشق کا دل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور کوئی شخص دعویٰ کرے یا نہ کرے عاشق عاشق ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہ اعلان ہو جائے کہ جو بھی

**عشق کا دعوےٰ**

کرے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ تو سب سے پہلا شخص جو عشق کا دعویٰ کرے گا۔ اور کہے گا کہ میں عاشق ہوں وہ مَیں ہوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ عاشق اور مسلمان دو متضاد چیزیں نہیں۔ بلکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر عاشق سے میری مراد ہوس پرست عاشق نہیں۔ بلکہ ایک سچا اور کامل مسلمان مراد ہے پس ایک سچا عاشق اور مسلمان مصائب کو صرف برداشت ہی نہیں کرتا بلکہ مصائب طلب کرتا ہے۔ مصائب سے بھاگنا منافق کا کام ہے۔ مصائب کو برداشت کرنا صرف مسلمان کا خاصہ نہیں۔ بلکہ ایک کافر بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان وہ ہے جو نہ صرف مصائب کو برداشت کرتا ہے بلکہ

**مصائب طلب کرتا رہتا ہے**

اگر کچھ دن اس پر مصیبتیں نہیں آتیں وہ سمجھتا ہے کہ شاید میرا رب مجھ سے خفا ہو گیا ہے کہ اب وہ میرے ایمان کو دنیا پر ظاہر کرنے کی کوئی تدبیر نہیں کر رہا۔ پس جماعت کو اپنے اندر یہ بات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ اور سمجھ لینا چاہئیے کہ قربانیاں اور ابتلا ہی ایک ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کی ترقی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ پس

**ہمارا فرض ہے**

کہ ہم اپنی جماعت کے ہر فرد کے اندر جذبۂ قربانی و ایثار پیدا کریں۔ ہم اپنی جماعت کے ہر فرد کے اندر مصائب کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کریں۔ ہم اپنی جماعت کے ہر فرد کے اندر طلب قربانی اور طلب ابتلاء کا جذبہ پیدا کریں۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ اسلام اور احمدیت نے ترقی کرنی ہے اگر ضرورت کے مطابق ہمارے اندر جذبۂ قربانی کی روح نہیں ہو گی تو گو ہو گا وہی جو خدا نے کہا ہے۔ مگر جو شخص ان قربانیوں میں حصہ نہیں لے گا۔ وہ اور اس کا خاندان ان نعمتوں سے محروم رہ جائے گا جو اس دور کے ساتھ مخصوص ہیں :

---

**درخواست دعا:** میرے بھتیجہ عزیزم محمد شاہد وسیم جو لا کالج لکھنؤ میں پڑھتا ہے۔ اس دفعہ فائنل امتحان دے رہا ہے۔ اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
عبدالرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

---

رمضان المبارک میں

## فدیۃ الصیام اور انفاق مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان کیلئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معزز دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گزارش کروں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمائیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان ارسال فرما دیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گی اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔ فدیہ کے علاوہ رمضان شریف میں روزے رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبوی صلعم پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ پس قرب الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہئیے۔

اللہ تعالےٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے آمین :

**امیر جماعت احمدیہ قادیان**

---

## دُعائے مغفرت

جماعت احمدیہ بھدرک کے ایک نہایت ہی مخلص احمدی محمد علی شاہ بروز جمعہ بتاریخ ۲۵ر جولائی ۱۹۷۵ء اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت ہی دیندار جماعت کی ہر مالی تحریک میں حصہ لینے والے تھے۔ غرباء و مساکین کبھی ان کے گھر سے خالی نہ لوٹتے تھے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ ان کے پسماندگان جن میں کئی چھوٹے بچے شامل ہیں۔ کا خاص طور سے حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار۔ محمد یونس احمدی بھدرک اڑیسہ

# پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال آمد قادیان

## جماعتہائے جنوبی ہند

جملہ جماعتہائے مدراس۔ کیرالہ۔ میسور۔ آندھرا اور مہاراشٹر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال آمد مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات لازمی دیگر کے سلسلہ میں دورہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے حسب سابق کماحقہ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

| نام جماعت | تاریخ رسیدگی | قیام | تاریخ روانگی | نام جماعت | تاریخ رسیدگی | قیام | تاریخ روانگی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| قادیان | ↓ | - | ۲۴/۸/۶۵ | موگرال و بنجشور | ۲۰ | ۲ | ۲۲ |
| مدراس | ۲۷/۷/۶۵ | ۳ | ۳۰ | الال و منگلور | ۲۳ | ۱ | ۲۴ |
| میلاپالئم | ۳۱ | ۱ | ۱/۹/۶۵ | مرکرہ و کویاناڑ | ۲۴ | ۳ | ۲۸ |
| شنکرن کوئل | ۱/۹/۶۵ | ۱ | ۲ | اناگور | ۲۸ | ۱ | ۲۹ |
| ساتان کولم | ۲ | ۱ | ۳ | بنگلور | ۲۹ | ۳ | ۲/۱۱/۶۵ |
| کوٹار | ۳ | ۱ | ۴ | شیموگہ | ۲/۱۱/۶۵ | ۲ | ۴ |
| تروندرم | ۴ | ۱ | ۵ | ساگر | ۴ | ۱ | ۵ |
| کروناگاپلی، آدی ناڈ | ۵ | ۵ | ۹ | سورب | ۵ | ۱ | ۶ |
| ایرناکلم | ۲۶ | ۱ | ۲۷ | ہبلی | ۶ | ۲ | ۸ |
| ایراپرم | ۲۷ | ۱ | ۲۸ | نندگڑھ | ۸ | ۱ | ۹ |
| چیلاکرہ | ۲۸ | ۱ | ۲۹ | بلگام | ۹ | ۱ | ۱۰ |
| منارگھاٹ | ۲۹ | ۱ | ۳۰ | ہبلی | ۱۰ | ۱ | ۱۱ |
| مریرکی والا نلونیہ | ۳ | ۳ | ۲/۱۰/۶۵ | تیماپور و شوراپور | ۱۱ | ۲ | ۱۳ |
| کرولائی | ۲/۱۰/۶۵ | ۱ | ۴ | دیودرگ | ۱۳ | ۱ | ۱۴ |
| پتھاپیریم | ۴ | ۱ | ۵ | یادگیر | ۱۴ | ۳ | ۱۷ |
| کالی کٹ | ۵ | ۳ | ۹ | اڈنگور | ۱۷ | ۱ | ۱۸ |
| کوڈیتھور | ۹ | ۱ | ۱۰ | چنتہ کنٹہ دڈمان | ۱۸ | ۳ | ۲۱ |
| کالی کٹ | ۱۰ | ۱ | ۱۱ | شادنگر | ۲۲ | ۱ | ۲۳ |
| ٹیلیچری | ۱۱ | ۱ | ۱۲ | محبوب نگر | ۲۳ | ۱ | ۲۴ |
| کنانور۔ کڈلائی | ۱۲ | ۲ | ۱۴ | حیدرآباد سکندرآباد | ۲۴ | ۸ | ۲/۱۲/۶۵ |
| کوڈائی | ۱۴ | ۱ | ۱۵ | چندہ پور کامریڈی | ۳ | ۱ | [illegible] |
| کنانور | ۱۵ | ۱ | ۱۶ | حیدرآباد | ۴ | ۱ | [illegible] |
| پینگاڈی | ۱۶ | ۴ | ۲۰ | بمبئی | ۶ | ۳ | ۹ |
| | | | | قادیان | ۱۱ | - | - |

نوٹ:۔ انسپکٹر صاحب موصوف مورخہ ۱۰/۹/۶۵ تا ۲۵/۹/۶۵ رخصت پر رہیں گے۔

# اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۰ر مئی ۱۹۶۵ء کو مکرم لطیف الرحمان خان صاحب پسر ہدایت اللہ خان صاحب ساکن کیمور یا پارا ضلع پوری اڑیسہ کا نکاح صدیقہ خاتون صاحبہ دختر محمود اللہ خان صاحب ساکن سری پار ضلع پوری اڑیسہ کے ساتھ ہوا۔ اس شادی میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی رشتہ دار اور معززین بھی شامل ہوئے اور اکٹھے کھانا کھایا۔ اس تقریب سعید کی خوشی میں ہر دو جانب سے پانچ پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے گئے خاکسار نے نکاح پڑھایا جملہ احباب کرام سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ مولا کریم محض اپنے فضل خاص سے اس رشتہ کو جانبین خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین ؂

خاکسار:۔ خلیل الدین احمد خان صدر جماعت ساکو پدمپدا ضلع پوری اڑیسہ

# چندہ وقف جدید اور جماعت کے افراد کی ذمہ داری!

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت ہائے احمدیہ ہند وقف جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور لے رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم وقف جدید کے چندہ کے اس معیار کو نہیں پہنچے جس معیار تک ہمارے پیارے اور محبوب امام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا نے فرمایا میرے پیاروں کا قدم نہ ایک جگہ ٹھہرے گا۔ اور نہ پیچھے ہٹے گا آگے ہی بڑھے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے دکھایا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی علیہ السلام کی جماعت کا قدم ہر سال آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ اس میں دنیا کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہے صداقتِ احمدیت کا اللہ تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھولے اور انہیں سمجھ عطا فرمائے آمین"

عہدیداران کا فرض ہے کہ اس چندہ وقف جدید میں تمام احباب کو شامل فرمائیں اور ہر وقت اضافہ کے ساتھ ان کی وصولی کرکے داخل خزانہ فرمائیں وقت پر چندہ نہ آنے سے کام کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ چندہ اب بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی ضرورت و اہمیت کو سمجھنے اور وافر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

# منظوری انتخاب عہدیداران

مندرجہ ذیل عہدیداران کی ۳۰ر اپریل ۱۹۶۸ء تک کے لئے منظوری دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو یہ عہدے مبارک کرے اور بہتر رنگ میں سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ بھاگلپور

صدر جماعت — مکرم سید عبد الفہیم صاحب

سیکرٹری مال — " محمد شمیم الدین "

# عہدیداران کی مستقل منظوری

مندرجہ ذیل عہدیداران کو ان کے عہدہ کی یکم مئی ۱۹۶۵ء سے لے کر ۳۰ر اپریل ۱۹۶۸ء تک مستقل منظوری دی جاتی ہے

۱۔ مکرم اے نعمت اللہ صاحب۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ساتان کولم (مدراس)

۲۔ " محمود الحسن صاحب نائب صدر " " موگرال (کیرالہ)

۳ " حسن محمد صاحب جعفری سیکرٹری امور عامہ " " مدراس

ناظر اعلیٰ قادیان

# درخواستِ دعا

میری بڑی لڑکی یاسمین سلمہا کے امتحان ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اگست میں ہو رہے ہیں۔ درویشان قادیان اور اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کو امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا کرے آمین خاکسارہ

منور شمیم آرہ بہار